ترک اولیٰ

سید تلمیذ حسنین رضوی

ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء اعلان نبوت سے قبل بھی غلطیوں سے معصوم گناہوں سے محفوظ اور لغزشوں سے مصون ہوتے ہیں۔ ان سے عصیان اور نسیان کچھ سرزد نہیں ہوتا لیکن جب ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو ہمیں آیتوں کے ظاہری الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء سے نعوذ باللہ گناہ سرزد ہوئے ہیں اسی بنیاد پر مسلمانوں کی اکثریت اعلان نبوت سے قبل انبیائے کرام سے معصیتوں کے صدور کو ممکن جانتی ہے اور آیات متشابہات کی تاویلات کرنے کے بجائے عصمت انبیاء پر الزام لگاتی ہے اور اسی بنیاد پر وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین مرتبہ دروغ گوئی سے کام لیا یا آنحضرتؐ سے کہا گیا واستغفر لذنبک اے نبی! تم اپنے گناہوں کی معافی مانگو وغیرہ وغیرہ۔ معاملہ ایسا نہیں ہے ہمارے ائمہؑ نے ان تمام آیات کی تاویلیں کی ہیں اور عصمت انبیاء کے بارے میں دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ سے ثابت کیا ہے کہ تمام انبیاء غلطیوں سے محفوظ تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت آدمؑ کا درخت کا پھل کھا لینا اور حضرت یونسؑ کا شکم ماہی میں چلے جانا یا حضرت موسیٰؑ کا عبد الٰہی سے معاہدے کی خلاف ورزی کرنا ان سب کا تعلق معاصی سے ہے یا نہیں علماء نے اس کے جواب میں کہا ہے

(۱) یہ سب کچھ ترک اولیٰ تھا یعنی آدمؑ کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ درخت کا پھل نہ کھاتے۔ جب کہ اس کا کھانا حرام نہ تھا

(۲) اس کا تعلق اس باب سے ہے جسے ہم کہتے ہیں حسنات الابرار سیئات المقربین کہ نیکو کاروں کی نیکیاں مقربین کے لئے گناہ بن جاتے ہیں وہ عمل انبیاء کی شان کے منافی تھا ہو سکتا ہے عام آدمی اسے اختیار کر کے ثواب کا مستحق قرار پاتا مگر انبیاء کی شان اور عظمت اس بات کی متقاضی تھی کہ وہ اس امر کا ارتکاب نہ کرتے سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ربّ العزت ہے: ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی و لم نجدله

عزماً اور ہم نے اس سے پہلے آدمؑ سے عہد لیا تھا وہ اسے بھلا بیٹھے اور ہم نے ان میں عزم و ثبات نہ پایا (طٰہ/۱۱۵)عہد یہ تھا کہ لاتقربا هذه الشجرة فتكونا من الظلمين (اعراف/۱۱۹)اے آدم و حوّا! تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے یہ حقیقت ہے کہ دونوں نے حکم عدولی نہیں کی اور وہ درخت کے قریب نہیں گئے درخت کا پھل کھانے کا سبب یہ ہوا کہ جیسا کہ قرآن کریم نے وضاحت کی ہے۔

فوسوس اليه الشيطن قال يآدم هل ادلک علیٰ شجرة الخلد و ملک لا یبلیٰ (طٰہ/۱۲۰) پھر شیطان نے انہیں وسوسہ میں ڈالنا چاہا اور کہا کہ آدم میں تمہیں ہمیشگی کے درخت کی جانب رہنمائی کر دوں اور ایسے ملک کی خبر دے دوں جو کبھی زائل نہ ہو۔ سورۂ اعراف میں یہ فرمایا۔ فوسوس لهما الشيطن ليبدى لهما ماوٗرى عنهما من سواتهما و قال ما نهكما ربكما عن هذه الشجرة الا ان تكونا ملكين او تكونا من الخلدين و قاسهما انى لكما من النقيمين فدلهما بغرور (اعراف/۲۰۔۲۱۔۲۲)

پھر شیطان نے آدمؑ و حوّا دونوں میں وسوسہ پیدا کرایا تا کہ شرم کے مقامات کو چھپا رکھا ہے وہ نمایاں ہو جائیں اور اس نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے تمہیں اس درخت کے قریب جانے سے صرف اس لئے روکا ہے کہ تم فرشتہ ہو جاؤ گے یا تم ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور دونوں سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا ناصح ہوں پھر انہیں دھوکے سے درخت کی طرف جھکا دیا۔ ان آیات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شیطان نے وسوسہ پیدا کرنے کی کوشش کی اور یہ لالچ دلائی کہ درخت جس سے منع کیا گیا ہے یہ شجرۃ الخلد ہے اس کا پھل کھانے سے انسان کو دائمی زندگی مل جاتی ہے اور ایسا ملک حاصل ہو جاتا ہے جس کے لئے کبھی زوال نہیں ہے مزید یہ کہ تم اس کے کھانے سے فرشتوں کی صف میں داخل ہو جاؤ گے اور ہمیشہ کی زندگی مل جائے گی اور شیطان نے اپنی بات کی تائید کے لئے جھوٹی قسم کا سہارا لیا اور قسم کھا کر آدم و حوّا

دونوں کو یقین دلایا کہ وہ دونوں کا بہی خواہ ہے، اگر اس کی نصیحت پر عمل کریں گے تو اس میں انہی کا فائدہ ہو گا۔ اس طرح شیطان نے دھوکے سے انہیں درخت کا پھل کھانے کی طرف مائل کر دیا اور شیطان نے ہی اس کا پھل لا کر دیا اور دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا پھل کھانے کے بعد اس کے اثرات نمایاں ہوئے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آدمؑ نے پھل کھا کر کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ ایک بہتر عمل کو ترک کر دیا یا یہ کہ بہتر تھا کہ اس عمل کو اختیار نہ کرتے اسی کو ترک اولیٰ کہا جاتا ہے قرآن کی داخلی شہادت بھی انہیں بری الذمہ قرار دیتی ہے اس لئے کہ آیت میں آدم و حوّا دونوں سے خطاب ہے:

اور اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ دونوں جنت میں سکونت اختیار کرو اور جہاں سے چاہے آرام سے کھاؤ صرف اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے (بقرہ/۳۵، اعراف/۱۹) دونوں کو جنت میں رکھا گیا دونوں کو ہر چیز کھانے کی اجازت دی گئی دونوں کو درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا۔

فلما ذاقاالشجرة بدت لهما سواتهما وطفقا يخصفان من ورق الجنة نا دلهما ربهما الم انهكما عن تلكما الشجرة و اقل لكما ان الشيطن لكما عدو مبين (اعراف/۲۲) پس جب دونوں نے درخت کا پھل چکھا تو ان دونوں کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر درخت کے پتے لپیٹنے لگے اور ان کے رب نے دونوں کو پکار کر کہا کیا میں نے تم دونوں کو درخت کے قریب جانے سے منع نہیں کیا تھا اور کیا تمہیں نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے ان تمام آیات میں آدم و حوّا دونوں کا تذکرہ ہے لیکن جب عصیان اور نسیان کی بات آتی ہے تو صرف آدم کا ذکر کیا جاتا ہے فنسی و لم له عزما وعصىٰ آدم ربه فغوىٰ (طٰہٰ/۱۲۱) آدم نے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راہ سے بے راہ ہو گئے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حکم دونوں کو دیا گیا تھا اور عمل دونوں نے کیا اور اثرات دونوں پر مرتب ہوئے تو پھر عصیان کی نسبت صرف حضرت آدمؑ سے کیوں ہے ؟ تو جن کے کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے چوں کہ حضرت آدمؑ اللہ کے نبی ہیں ان کی ذمہ داریاں امت سے مختلف ہیں اس لئے یہ عمل ان کے لئے مناسب نہ تھا اگرچہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا کیوں کہ اگر یہ عمل گناہ ہوتا تو آدم و حوّا دونوں اس گناہ میں شریک ہوتے لیکن واحد کا صیغہ استعمال کر کے حوّا کو اس آیت میں شامل نہ کرنا یہ بتلا رہا ہے کہ یہ حکم تحریمی نہ تھا تقاضائے نبوت یہ تھا کہ وہ اس کھانے کو ترک کرتے وہ اسے اختیار نہ کرتے اور اسی کو ترک اولیٰ کہا جاتا ہے حضرت علی علیہ السلام نے حضرت آدمؑ کے اس واقعہ کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱ میں یہ فرماتے ہیں۔

ثم اسکن سجانه آدم.....................و تناسل الذریة

پھر اللہ نے آدمؑ کو ایسے گھر میں ٹھہرایا جہاں ان کی زندگی کو خوش گوار رکھا انہیں شیطان اور اس کی عداوت سے بھی ہوشیار کر دیا۔ لیکن ان کے دشمن نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکو کاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا اور آخر کار انہیں فریب دے دیا آدمؑ نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ مسرت کو خوف سے بدل لیا اور فریب خوردگی کی وجہ سے ندامت اٹھائی۔ پھر اللہ نے آدمؑ کے لئے توبہ کی گنجائش رکھی انہیں رحمت کے کلمے سکھائے جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انہیں دار ابتلا و محل افزائش نسل میں اتار دیا۔

سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۲ میں فرمایا ''ثم اجتبه ربه فتاب علیه و هدیٰ'' پھر اس کے بعد ان کے رب نے انہیں منتخب کر لیا ان کی توبہ قبول کی اور ان کی رہنمائی کی اس آیت میں اجتبیٰ کا ذکر کیا ہے جس کے معنیٰ ہیں

پسند کرنا وچن لینا اور برگزیدہ کرنا اور سورۂ آل عمران آیت ۳۳ میں فرمایا: ان اللہ اصطفیٰ آدم اللہ نے آدمؑ کو چن لیا ہے

اللہ نے جسے نبوت اور خلافت ارضی کے لئے منتخب کیا ہو تو اس سے نہ کسی قسم کی معصیت ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ گناہوں میں ملوث ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ منافی عصمت ہے اور نبی معصوم عن الخطا ہوتا ہے۔ ابن بابویہ، ابن قولویہ اور ابن شہر آشوب نے معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت بیان کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مبارک باد کے لئے روانہ کیا جبرئیل امین کا گذر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں پر ایک فرشتہ جس کا نام فطرس تھا ترک اولیٰ کی بنیاد پر قید کر دیا گیا تھا۔ یہ فرشتہ حاملان عرش الٰہی میں سے تھا اس نے امر الٰہی کی بجاآوری کے لئے ذرا سی تاخیر سے کام لیا اسی بنا پر معذب کر دیا گیا فرشتہ معصوم ہوتا ہے اور اس سے کسی قسم کی خطا کا امکان نہیں ہے یہ عمل گناہ نہ تھا بلکہ ترک اولیٰ کے ضمن میں آتا ہے۔ جبرئیل امین فطرس کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور اس فرشتے کی کیفیت آنحضرتؐ سے بیان فرمائی کہ اس کی قوت پرواز کو سلب کر لیا گیا ہے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے کہو کہ اپنا جسم اس بابرکت مولود سے مس کرے اور اپنی جگہ واپس چلا جائے اس نے ایسا ہی کیا اور اس طرح اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے دوبارہ بال و پر مل گئے اور وہ انا عتیق الحسین کہتا ہوا روانہ ہوا۔